Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۲۲۹

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یومیہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت ۲۵ پیسے

جلد ۲۸/۶۳ | ۲۱ شعبان ۱۳۹۴ھ ۹ تبوک ۱۳۵۳ہش ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۰۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۹ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

تعلق باللہ کا عظیم الشان انعام

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء میں تعلق باللہ کے عظیم الشان انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسی برکات دی ہیں کہ بیعت کرتے ہی خدا تعالیٰ سے تعلق کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پھر اپنی غفلت سے کوئی محروم ہو جائے تو علیحدہ بات ہے ورنہ کوئی سچا احمدی ایسا نہیں جس کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسی گھڑی نہ آئی ہو کہ اسے خدا تعالیٰ نہ ملا ہو۔ یہ خزانہ تو ہر ایک کو مل جاتا ہے آگے اسے بڑھانا یا گھٹانا یا ضائع ہی کر دینا اپنے اختیار میں ہے میں یہ نہیں مان سکتا کہ کسی احمدی کو خدا ملتا ہی نہیں۔ اگر تم کہو کہ اس وقت سورج نہیں چڑھا ہوا تو میں اسے مان سکتا ہوں اور تمہارے قول کے مقابلہ میں اپنے حواس کو غلطی پر تسلیم کر سکتا ہوں لیکن اس بات کو ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں مان سکتا کہ کوئی شخص سچے دل سے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لایا اور اسے خدا نہیں ملا۔ میں تمہارے قول کو اپنے حواس پر ترجیح دے سکتا ہوں مگر خدا کے قول پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو سچا ایمان لائے اسے میں ضرور مل جاتا ہوں ایک نہ ایک ساعت کے لئے اللہ تعالیٰ اسے ضرور مل جاتا ہے پھر انسان تعلق چھوڑتا ہے تو اس کا اپنا قصور ہے۔ پس تمہیں خدا مل چکا کوشش کرو کہ اب ہاتھ سے نہ جائے۔ کھویا نہ جائے بلکہ زیادہ ملے۔ پس دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ کا جلال زیادہ سے زیادہ تمہارے دلوں پر نازل ہو۔ تمہارے دلوں میں اس کی محبت زیادہ سے زیادہ قائم ہو اور اس کا نور آگے سے آگے بڑھ کر تم پر جلوہ فگن ہو۔ تمہارے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر طرف اس کا نور ہی نور ہو۔ وہ نور تمہارے دلوں میں داخل ہو جائے اور تم نور ہی نور بن جاؤ۔ بندہ کیا ہے وہ کوئی مستقل چیز نہیں اگر اسے ایک علیحدہ مستقل چیز مانا جائے تو یہ شرک ہوگا۔ انسان محض تمثل ہے اس سے

(باقی صفحہ ۶ پر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا

ہمیشہ کی روحانی زندگی والے نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

(۱) "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔" (تریاق القلوب ص۱۱)

(۲) "وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا۔۔۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح بن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحیٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صل وسلم و بارک علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔" (اتمام الحجۃ ص۳۶)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۹ تبوک ۱۳۵۳ ہش

توکّل علی اللہ اور اس کا ایک لازمی تقاضا

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی صداقت کا دنیا میں احیاء چاہتا ہے تو ابتداء میں اُس صداقت کو قبول کرنے والے اور اس پر ایمان لانے والے تعداد میں بہت تھوڑے اور انتہائی کمزور ہوتے ہیں جبکہ اُس صداقت کو یکسر ردّ کر دینے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اور اسی نسبت سے ان کی طاقت کا بھی کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا۔ دونوں میں رائی اور پہاڑ کی نسبت بھی نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں حقیقی مومنوں کا سہارا اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہی ہوتی ہے۔ وہ اسے ہی اپنا کارساز بناتے ہیں اور اُسی پر ان کا بھروسہ اور توکّل ہوتا ہے۔

اس توکّل علی اللہ کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صداقت کو یکسر ردّ کر دینے والوں کی کثرتِ تعداد اور ان کی بے اندازِ قوت و طاقت کا خوف ان کے قریب نہیں آنے پاتا۔ وہ خود انتہائی کمزور اور ناطاقت اور ظاہری لحاظ سے سراسر بے حیثیت ہونے کے باوجود ان کی کثرتِ تعداد اور ان کی بے انداز قوت و طاقت سے قطعاً خائف نہیں ہوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا خدا جس پر ان کا توکّل ہے اور جو اُن کا سہارا اور اُن کا کارساز اور معین و مددگار ہے بے انتہا قدرتوں کا مالک ہے۔ اُس کی قدرتوں اور طاقتوں کا اندازہ لگانا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ وہ قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر ہے؛ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں۔ وہ جب چاہے ایسے حالات پیدا کر سکتا ہے کہ دنیا خود بخود حق و صداقت کی طرف کھنچی چلی آئے۔

ہرچند کہ حقیقی مومنوں کو دنیا والوں کی بے انداز کثرت اور قوّت و طاقت کا کوئی خوف نہیں ہوتا تاہم اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ان کے دل ہر قسم کے ڈر سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔ دنیا کے مقابلہ میں حیرت انگیز بے خوفی اور بے جگری کے باوجود ایک ڈر انہیں بھی لاحق ہوتا ہے جس سے ان کے دل گداز ہو ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر وقت اِس خیال سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ کہیں ان کا خالق و مالک، رحمٰن و رحیم اور ارحم الراحمین خدا ان کی کسی کوتاہی یا غفلت کے نتیجہ میں ان سے ناراض نہ ہو جائے کیونکہ ایک وہی تو ان کا سہارا، ان کا کارساز اور معین و مددگار ہوتا ہے اگر وہی ناراض ہو جائے تو پھر ان کیلئے کوئی پناہ کی جگہ اور ان کی حفاظت کا کوئی ذریعہ اور انکی کامیابی کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے جہاں توکّل علی اللہ کے نتیجہ میں مومن دنیا والوں کی کثرت تعداد اور قوت و طاقت اور وسائل کی بہتات سے قطعاً خائف نہیں ہوتے وہاں ان کے دل ہمیشہ خشیت الٰہی سے معمور رہتے ہیں اور وہ کمال عجز و انکسار کے ساتھ اُس کی جناب میں سجدہ ریز رہتے اور پورے تعہد کے ساتھ اعمال صالحہ بجالاتے اور اس کی رضاء اور خوشنودی کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں اور اسی میں ان کی موعودہ کامیابیوں اور فتح مندیوں کا تمامتر راز پنہاں ہوتا ہے۔

وہ کیوں نہ ایک طرف انتہائی بے خوفی و بے جگری اور دوسری طرف انتہائی خشیت کا مظاہرہ کریں جبکہ ان کا خدا بار بار کہہ رہا ہوتا ہے۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ (المائدہ آیت ۴۵)

پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو

اور پھر وہ انہیں یہ باور کرا رہا ہوتا ہے کہ جو لوگ ماسوی اللہ کا خوف تمہارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان کی بات پر ہرگز کان نہ دھرو بلکہ ہر دوسرے خوف سے بے نیاز ہو کر خشیت الٰہی میں کمی نہ آنے دو جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

(آل عمران آیت ۱۷۶)

یہ (ڈرانے والا) صرف ایک شیطان ہے وہ اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے اگر تم مومن ہو تو ان سے نہ ڈرو۔ بلکہ مجھ سے ڈرو۔

اور پھر ان کا ہمہ قدرت و ہمہ طاقت ارحم الراحمین خدا انہیں باور کرا رہا ہوتا ہے کہ اگر وہ لوگوں سے نہیں ڈریں گے بلکہ اُس سے ڈریں گے تو وہ انہیں اپنی نعمتوں سے پورے طور پر نوازے گا اور کمزور اور ضعیف ہونے کے باوجود انہیں ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی عطا کرتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:۔

فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ○ (البقرہ آیت ۱۵۱)

سو تم ان ظالموں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم کامیاب ہوتے چلے جاؤ۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ ——— مومنوں کے اس خصوصی شعار اور عملی نمونے کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ لوگوں سے خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ، زورآور اور اثر و رسوخ کے مالک ہوں کبھی اور کسی حال میں نہیں ڈرتے البتہ اللہ تعالیٰ کی خشیت کے زیر اثر ہمہ وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ○ (آل عمران آیت ۱۷۴)

یہ (مومن) وہ ہیں جنہیں لوگوں نے کہا تھا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف بڑا اکٹھ کیا ہے اس لئے تم ان سے ڈرو، اس بات نے ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

الغرض حقیقی مومن ایک طرف بے جگری و بے خوفی اور دوسری طرف خشیت کے حسین امتزاج کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ بے خوف ہوتا ہے اِس بارہ میں کہ دوسرے انسان اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا سب توکّل اور بھروسہ اپنے ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا پر ہوتا ہے۔ بایں ہمہ اس کے دل میں خشیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے کہ کہیں اس کا ارحم الراحمین خدا اس کی کسی کوتاہی یا غفلت کے نتیجہ میں اس سے ناراض نہ ہو جائے اور رضائے الٰہی کا حصول اس کے لئے ممکن نہ رہے۔ یہ خشیتِ الٰہی اسے ہر دم اللہ تعالیٰ کی راہ میں پوری طرح مستعد اور سرگرم عمل رکھنے کا موجب بنتی ہے اور وہ رضائے الٰہی کی راہوں پہ آگے ہی آگے قدم بڑھاتا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضل اور اس کی تائید و نصرت کو جذب کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی میں اُس کی کامیابی اور مراد یابی کا تمامتر راز مضمر ہوتا ہے۔

خوفِ الٰہی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جب خوفِ الٰہی اور محبت غالب آتی ہے تو باقی تمام خوف اور محبتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ ایسی دعا کے واسطے علیحدگی بھی ضروری ہے۔ اسی پورے تعلق کے ساتھ انوار ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک تعلق ایک ستر کو چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۱۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کے متعلق اہم ہدایات

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

رمضان کے فوائد

رمضان کا مہینہ اپنے اندر ایسے فوائد رکھتا ہے اور ایسی برکات اپنے ہمراہ لے کر آتا ہے۔ کہ ان برکتوں کے سمجھنے والے بہت بڑے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

روزہ سے راحت

میں دیکھتا ہے کہ قطع نظر اس سے کہ روزہ ایک عبادت ہے اس میں ایسی روحانی راحت اور سکون حاصل ہوتا ہے جو یقیناً جب روزہ نہیں ہوتا محسوس نہیں ہوتا۔ روزہ میں ایسی حالت ہوتی ہے گویا جس طرح سخت سردی اور بارش میں چلتے چلتے انسان ایک گرم مکان میں داخل ہو جائے جس طرح وہ اس وقت گرمی سے یک دم آرام اور اطمینان میں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روزہ رکھ کر انسان اطمینان اور آرام حاصل کرتا ہے لیکن ایسا احساس انہیں کو ہوتا ہے جن کی حس تیز ہوتی ہے۔ وہ اس کو ایسا محسوس کرتے ہیں جس طرح وہ روزہ رکھنے سے پہلے روحانیت کے سورج سے دوری کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہے تھے لیکن روزہ رکھتے ہی وہ اس کے قریب آ گئے۔ اور ان کے اعصاب کو فراخی اور اطمینان اور ایک قسم کا سکون حاصل ہو گیا۔

نیک نتائج نہ پیدا ہونے کی وجہ

میرے نزدیک جس چیز سے دنیا کو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار پہنچتا ہے۔ وہ ہر ایک امر کے اس نقطہ وسطی کو ترک کرنا ہے۔ جس کے بغیر نیک نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ میں نے دیکھا ہے۔ عام طور پر لوگ ایک پہلو کی طرف جھک جاتے ہیں۔ کئی ہیں جو نمازوں میں سست ہیں اور باقاعدہ نماز ہی ادا نہیں کرتے۔ کئی ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں۔ لیکن باجماعت نماز نہیں پڑھتے۔ یا کم از کم نماز باجماعت ادا کرنے کا ان کو خیال نہیں ہوتا۔ ایسے ہی روزوں کے [illegible] روزوں کی ایسی پابندی کریں گے کہ خواہ ڈاکٹر بھی ان کو کہہ دے کہ تمہارے حق میں روزہ اچھا نہیں اور تم خطرے میں پڑ جاؤ گے تب بھی وہ روزہ ترک نہیں کریں۔ حتیٰ کہ بیماری میں روزہ رکھیں گے۔

روزہ رکھنے کی عمر

پھر کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے روزہ رکھاتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ میرے نزدیک بعض احکام کا زمانہ ۸ سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر شروع ہوتا ہے میرے نزدیک روزوں کا حکم پندرہ سال سے اٹھارہ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔

بچوں کو روزہ رکھانا

میرے نزدیک اس سے پہلے بچوں سے روزے رکھانا ان کی صحت پر برا اثر ڈالتا ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ ان کے لئے ایسا ہوتا ہے جس میں وہ طاقت اور قوت حاصل کر رہے ہوتے ہیں پس جس زمانے میں کہ وہ طاقت اور قوت کے ذخیرہ کو جمع کر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کی طاقت کو دبانا اور بڑھنے نہ دینا ان کے لئے سخت مضر ہے۔ دیکھو انجن کے انجن یا دوسرے انجنوں کی زائد سٹیم چھوڑ دی جاتی ہے۔ یہ کبھی نہیں کیا جاتا کہ جس وقت کہ سٹیم انجن میں تیار ہو رہی ہو۔ اور کافی مقدار تک نہ پہنچی ہو اس وقت نکال دی جائے۔ دریا کو بند لگا کر دوسری طرف نہر کے ذریعہ پانی کا رخ تبھی بدلا جاتا ہے جبکہ دریا میں پانی زیادہ ہو۔ لیکن اگر دریا میں پانی کافی نہ ہو تو پھر اس سے پانی نہیں نکالا جاتا پس جس زمانہ میں بچہ طاقت پیدا کر رہا ہو اس کو روزہ نہ رکھوانا چاہئے تاوقتیکہ اس کی عمر ۱۵ سال کی نہ ہو جائے کیونکہ اس سے پہلے بچہ پر روزہ فرض نہیں ہوتا۔ تو نہ صرف یہ کہ اس عمر میں بچوں سے روزے نہ رکھوائیں بلکہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ روزے نہ رکھیں کیونکہ بچوں کو خود بھی شوق ہوتا ہے کہ روزہ رکھیں بارہ سال سے کم عمر کے بچے سے روزہ رکھوانا تو میرے نزدیک جرم ہے اور بارہ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو اگر کوئی روزہ رکھواتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ ۱۵ سال کی عمر سے ہی روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر روزے کا رعب ڈالتے تھے۔ تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور ان کی قوت کو بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہیئے اس کے بعد جب ان کا وہ زمانہ آ جائے۔ جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو پندرہ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر ان سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال اس سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں۔ اس طرح بتدریج اس وقت ان کو روزوں کا عادی بنایا جائے۔

روزہ رکھنے والے

اس کے مقابلے میں میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزے کو بالکل ہوا کا حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں۔ بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے کہ میں بیمار ہو جاؤں گا۔ میں نے تو آج تک کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو یہ کہہ سکے کہ میں بیمار نہیں ہو سکتا۔ پس بیماری کا خیال روزہ ترک کرنے کی جائز وجہ نہیں ہو سکتا پھر بعض اس قدر پر روزہ نہیں رکھتے کہ انہیں بہت بھوک لگتی ہے۔ جو روزہ رکھے گا اس کو ضرور بھوک لگے گی۔ روزہ تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ بھوک لگے اور انسان اس بھوک کو برداشت کرے۔ جب روزہ کی یہ غرض ہے۔ تو پھر بھوک کا سوال کیسا۔ پھر کئی ہیں جو ضعف ہونے کے خیال سے روزہ نہیں رکھتے حالانکہ کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جس کو روزہ رکھنے سے ضعف نہ ہوتا ہو۔ جب وہ کھانا پینا چھوڑ دیگا تو ضرور ضعف بھی ہوگا۔ اور ایسا آدمی کوئی نہیں ملے گا جو روزہ رکھے۔ اور اسے ضعف نہ ہو بلکہ اس کے اندر طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو یہ نشان بطور اعجاز عطا ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ مہینے متواتر روزے رکھے۔ اور دو تین تولے سے زیادہ آپ کی غذا نہ ہوتی تھی۔ مگر آپ کو کوئی ضعف نہ ہوا۔ بلکہ معجزانہ طور پر الٹا آپ کو طاقت اور قوت حاصل ہوتی۔ اس معجزانہ حالت سے الگ ہو کر کوئی آدمی ایسا نظر نہیں آتا۔ جسے روزہ سے ضعف نہ ہو۔ اس لئے اس وجہ سے بھی روزہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔

روزہ کس حالت میں چھوڑا جا سکتا ہے

روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو۔ کیونکہ شریعت کے احکام بیماری کی نوعیت کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک بیمار کے لئے اجازت ہے کہ وہ تیمم کرے لیکن کسی کو بیماری اس قسم کی ہو۔ کہ وضو کرنا اسے کوئی نقصان نہ دیتا ہو۔ بلکہ اگر اس بیماری میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرے۔ تو اسے فائدہ ہوتا ہو تو باوجود بیمار ہونے کے اسے تیمم جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔ بیماری سے مراد وہی بیماری ہوگی۔ جس کا روزہ سے تعلق بھی ہو اور ایسی حالت میں خواہ بیماری کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو۔ اس میں مبتلا روزہ ترک کر سکتا ہے کیونکہ جب روزہ کا مضر اثر اس بیماری پر پڑتا ہے تو وہ بڑھ جائے گی۔

روزہ اور بیماری

اور بعض اوقات تو روزہ صحت کا باعث بن جاتا ہے۔ میں اپنی ذات کے متعلق ہی بتاتا ہوں میں عام طور پر بیمار رہتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی بیماری کے متعلق یہ فیصلہ کرنے کی سمجھ دی ہے کہ اس پر روزہ رکھنے سے کیا اثر پڑے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اس میں غلطی نہیں کر سکتا بلکہ بعض دفعہ میرا اندازہ بھی غلط نکلتا ہے۔ انہی ایام میں میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی حالت کا جب اندازہ لگایا۔ تو میں نے محسوس کیا کہ اگر میں روزہ رکھوں تو برداشت نہیں کر سکوں گا۔ مگر بیماری پر اثر نہیں پڑیگا چنانچہ تجربہ کے طور پر میں نے پہلا روزہ رکھا جس سے نہ صرف کوئی نقصان ہوا بلکہ طبیعت میں بشاشت پیدا ہوئی۔ تب میں نے سمجھا اپنی بیماری کے متعلق جو میرا خیال تھا کہ شاید روزہ رکھوں تو کوئی نقصان نہ ہو وہ ٹھیک ہے۔ اور جو خطرہ تھا کہ ممکن ہے نقصان ہو وہ غلط تھا۔ پس جس بیماری پر روزہ کا کوئی اثر نہ ہو۔ اس پر اس بیماری کا حکم عائد نہیں ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے روزہ ترک کر دیا جائے۔ ہاں اگر روزہ کا بیماری پر اثر پڑتا ہو اور جس حالت میں ڈاکٹر یہ مشورہ دے۔ کہ اس بیماری میں روزہ سے نقصان پہنچے گا اس میں روزہ ترک کرنا چاہیئے۔ پس جہاں میں بلاوجہ اور بلا عذر روزہ رکھنے کے سخت خلاف ہوں۔ وہاں میں ان لوگوں کے اجتہاد کا بھی قائل نہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ انسان جب مرنے لگے۔ تب روزہ چھوڑے ورنہ نہ چھوڑے۔ ایسا کوئی حکم شرع میں نہیں آیا۔ قرآن کریم میں صاف حکم اِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی ہے۔

مریض کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں

پس جس مرض پر روزہ کا بُرا اثر پڑتا ہو خواہ وہ نزلہ ہی ہو۔ مثلاً مجھے اگر نزلہ ہو تو میں روزہ نہ رکھوں گا۔ پس ایسے مرض میں خواہ وہ خفیف ہی ہو روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اور اگر کوئی روزہ رکھے تو اس کا روزہ نہیں ہوگا بلکہ اس کے بدلے اس کو پھر روزہ رکھنا پڑے گا۔ پس جو لوگ محض ایک ہی طرف جھک جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان کو درمیانی حالت اختیار کرنی چاہیئے لوگ اس مبارک دنوں سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ یعنی جب تو ایسی بیماری ہو جس پر روزہ کا بُرا اثر پڑتا ہو تو خواہ کتنی ہی خفیف ہو روزہ نہ رکھنا چاہیئے اور اس معاملہ میں لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے کہ وہ کیا کہتے ہیں یا کیا کہیں گے ایسی حالت میں جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ خواہ بیمار ہیں مگر ہم برداشت کریں گے۔ اور روزہ رکھیں گے۔ یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ برداشت کا تو سوال ہی نہیں۔ سوال تو بیماری کا ہے ہر بیماری جو روزے سے بڑھے اس میں روزہ مت رکھو۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایسا بھی نہ کرو۔ کہ محض وہموں کی بناء پر روزہ ترک کر دو۔ شاید روزہ رکھنے سے ہم بیمار ہو جائیں یا روزہ رکھنے سے ہم کمزور ہو جائیں گے۔ اس طرح روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔

بوڑھا اور دائم المریض

ایک کمزوری تو بڑھاپے کی وجہ سے یا دائمی بیماری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسے آدمی کو اجازت ہے کہ وہ روزے نہ رکھے لیکن ویسے جس کو کمزوری رہتی ہو۔ ایسی حالت والوں کو بھی جب تک کہ ڈاکٹر مشورہ نہ دے روزہ رکھنا چاہیئے۔

افراط تفریط سے بچو

میں دوستوں کو پھر اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ افراط تفریط سے کام نہ لیں اور اس مبارک مہینے سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور اپنی روحانیت کو بڑھائیں جس طرح حس کم ہوتی ہے وہ بڑھتی بھی ہے۔ اسی طرح احساسات بھی بڑھ سکتے ہیں۔ اور انسان اپنے جسم کے اندر روحانیت کا ایک نمایاں اثر محسوس کرتا ہے۔

دعاؤں کا موقع

چونکہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ اس لئے میں نے اسی کے متعلق خطبہ پڑھا ہے اور چونکہ اس مبارک مہینہ میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی ترقی کیلئے دعائیں کریں اور سلسلہ کے راستہ میں جو روکیں ہیں۔ ان کے دور ہونے اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے بہت بہت دعائیں کریں۔

دُعا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا واحد ذریعہ

(از مکرم غلام رسول صاحب اعوان بلاک ڈی ڈیرہ غازیخان)

انسان دنیا میں سب سے زیادہ محتاج مخلوق ہے۔ طرح طرح کی حاجتیں اسے گھیرے ہوئے ہیں اور طرح طرح کے خدشات اسے لاحق ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر اس کا ایک دم کے لئے بھی گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کا فضل اور رحمت شامل حال نہ ہو۔ تو اس کی زندگی دوبھر ہو جائے۔ لیکن یاد رکھو کہ خدا کا فضل بغیر دعا کے نہیں آتا۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کا بغیر دعا کے چارہ نہیں۔ یہ دعا ہی ہے جو اس کے فضل کو کھینچتی ہے۔ اور دعا ہی سے اس کی نصرت آتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کا خدا سے تعلق دعا ہی سے قائم ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی تم لوگ اگر مجھ سے دعائیں نہیں کرو گے اور مانگو گے نہیں تو مجھے تمہاری کیا پرواہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دعا ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہے اس کے بغیر نہیں۔ الوہیت اور عبودیت کے رشتہ کو قائم کرنے والی صرف دعا ہی ہے دیکھو تم کسی سے ہاتھ ملاؤ گے تو وہ بھی تم سے ہاتھ ملائے گا۔ کسی کو سلام کرو گے تو وہ بھی سلام کرے گا۔ خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی بندہ سے اسی قسم کا ہے۔ بندہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے ہاتھوں کو تھام لیتی ہے۔ خالق سے بندہ کا رشتہ جڑ جاتا ہے۔ اور جب بندہ شکستہ دل ہو کر اپنے رب کی طرف رجوع کرکے مناجات کرتا ہے۔ تو اللہ کی رحمت بندہ کی حاجت براری کے لئے اسباب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ انسان بغیر دعا کے کچھ بھی نہیں۔ اس کا مقصد زندگی دعا ہی ہے حقوق اللہ کیا ہیں۔ نماز اور عبادات ان سب میں جزو اعظم دعا ہی ہے۔ عبادت سے دعا نکال دو تو باقی کچھ بھی نہیں رہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تمہارا تعلق خدا تعالیٰ سے پکا دوں اور اس کا طریق یہی ہے کہ دعا کو لازم پکڑ لو اور اس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔ جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ دعا ہی تمہارے دکھوں کا مداوا ہے۔ اور دعا ہی تمام مشکلات کا حل ہے۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا:۔

"..... دعا کو مضبوطی سے پکڑو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ [illegible] ساری مشکلات حل کر سکو گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ [illegible] تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کرتا۔ اکیلے ہو ہو کر خدا سے دعا کرو کہ خدا ایمان سلامت رکھے۔ اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے۔"

پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا:۔

"تم لوگوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو جب یہ حالت ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ حفاظت کریگا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسی کے باعث دوسروں کی بھی حفاظت کریگا۔"

غرض جیسے افراد پر ابتلا آیا کرتے ہیں۔ اسی طرح جماعتوں پر بھی ابتلاء آیا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ابتلاء سے گزرنے کے بعد الٰہی جماعتوں کی شان اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور ان سے منسلک افراد کا مقام اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا نزول کثرت سے شروع ہو جاتا ہے۔ خدا کے پیار اور محبت کا سلوک بندہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ اور جماعت جس غرض کے لئے کھڑی ہوتی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پس یہ دن خصوصیت سے دعاؤں کے دن ہیں۔ شدت کی گرمی باران رحمت کو کھینچتی ہے۔ سیاہ اور اندھیری رات سحر کی آمد کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ پس دعا سے تمام روکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ تمام بگڑے کام بن جائیں گے۔ اور ہر ایک زہر تریاق بن جائے گا۔ انشاء اللہ۔ پس دعا بڑی چیز ہے۔ بڑی نعمت ہے۔

ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ نے حضرت میر ناصر نواب صاحب رضؓ سے پوچھا کہ میر صاحب! آخر یہ کیا بات ہوئی کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا داماد ملا۔ آپ ان کے خسر بن گئے اور آپ کی بیٹی ام المومنین بن گئی۔ یہ سعادت آپ کو کیسے نصیب ہوئی اور کس طرح آپ کے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کے لئے چنا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ مولوی صاحب میرا اس میں کوئی دخل نہیں سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جب سے یہ لڑکی پیدا ہوئی میں اسی روز سے ہر نماز میں یہی دعا کیا کرتا تھا کہ خدایا لڑکی تو دی ہے۔ اس کا رشتہ بھی ایسا دے جو تیرے نزدیک سب سے بہتر ہو۔ مولوی صاحب نے کہا بس میر صاحب میں سمجھ گیا۔ یہ دعا ہی کا تیر تھا جو نشانہ پر بیٹھ گیا۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے رشتہ بھی وہ دیا۔ جو اس کی نظر میں بہتر ہو سکتا تھا۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے ایک اقتباس دیتا ہوں جو دعا کی عظمت اور اہمیت کو واضح کرتا ہے ..... فرماتے ہیں:۔

"دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین و دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے۔ پھر ایسے جنگل میں ہے۔ جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے۔ اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

پس مانگنے کا سلیقہ چاہیئے۔ دل میں سوز و گداز ہو تو دعا خالی نہیں جاتی محروم وہی گدا ہوتے ہیں۔ جو گدائی کے سلیقہ سے محروم ہوتے ہیں۔ گدائی کی آواز کا سوز سخی کے جذبۂ رحم و کرم کو متحرک کئے بغیر نہیں رہتا۔ بندے کی آواز میں جب سوز پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی صدا درد ناک بن جاتی ہے۔ تو رحمت بڑھ کر اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

 Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم

میرے پیارے ابّا جان محترم شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم کو ہم سے جدا ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے۔

مرحوم سلسلہ کے نامور قانون دان اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے مواقع پر ہمیشہ آگے بڑھنے والے بزرگ تھے۔ عبادت گزار اور نمازوں کو باقاعدہ ادا کرنے کے عادی تھے۔ ہمیشہ کوشش فرماتے کہ نماز باجماعت ادا ہو۔ تہجد کا التزام بھی فرماتے۔

رمضان المبارک کا بڑی شدت سے انتظار کرتے اور جب آجاتا تو بڑی خوشی کا اظہار فرماتے۔ روزوں کا بڑا اہتمام کرتے تہجد کے لئے گھر کے افراد کو جگاتے۔ ان کے ساتھ نمازیں باجماعت ادا کرتے۔ آٹھ نوافل پڑھنے پر گھنٹوں وقت لگ جاتا۔ جب ہم تعجب کا اظہار کرتے تو فرماتے بیٹا اگر نوافل کی عبادت کو روح اور جان سمجھتے ہوئے پڑھا جائے تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کتنا وقت صرف ہوا ہے۔ الحمدللہ کا ورد اکثر زبان پر ہوتا۔ رمضان المبارک میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرتے۔ گھر کے افراد کو اکٹھا کر کے دو بار درس قرآن کریم دیتے۔ نماز کے بعد بچوں کو بڑی میٹھی زبان میں نماز باجماعت میں شریک ہونے کی رغبت دلاتے۔

مذہب سے اس قدر لگاؤ تھا کہ لوگ کہتے کسی موضوع پر گفتگو ہو۔ شیخ صاحب قرآن کریم اور مذہب کا ذکر ضرور کرینگے۔ رمضان المبارک میں عام دنیوی مجلسوں کے لئے بلاوا آتا تو اکثر معذرت کا اظہار کر دیتے۔ افطار کے وقت کھانے کے میز پر بیٹھے ہوئے بڑی کثرت سے دعائیں کرتے۔

میں اپنے بزرگوں، بہنوں اور بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ والد صاحب مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(رفیعہ بشیر بنت محترم شیخ بشیر احمد صاحب مرحوم ۱۳ ٹمپل روڈ لاہور)

محترم شیخ محمد سعید صاحب مرحوم لاہور

محترم شیخ محمد سعید صاحب مرحوم بہت نیک مخلص، کم گو اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ بڑے حلیم الطبع، سنجیدہ مزاج اور صاف گو تھے۔ مرحوم کی گڑھی شاہو لاہور میں رہائش تھی۔ خاکسار اس حلقہ کا سیکرٹری مال تھا۔ اس لئے خاکسار نے مرحوم کو بہت قریب سے دیکھا۔ آپ کی مجھ پر خاص شفقت تھی۔ اپنا چندہ بلاناغہ ہر ماہ پنشن ملنے پر سب سے پہلے ادا کرتے۔ احمدیت کے سچے عاشق تھے۔ جب کوئی دوست ملتا تو بڑی محبت سے اسکے احوال دریافت فرماتے اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بڑی محبت سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے۔

مرحوم خاکسار کے خسر محترم مولوی محمد حیات صاحب گجراتی مرحوم سابق نقیب مسجد احمدیہ لاہور کے بڑے گہرے دوست تھے۔ خاکسار نے ان دونوں بزرگوں کی ملاقات کو کئی بار دیکھا۔ خدا کرے ہر احمدی کو دوسرے احمدی سے اسی قسم کی محبت اور پیار ہو۔ آپ مولوی صاحب مرحوم کو دعا کی بار بار تاکید کرتے۔ جب کبھی وہ گڑھی شاہو آتے انہیں گھر بلا کر بڑی خاطر و مدارات کرتے۔

مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے رفیقہ حیات بھی انہی صفات کی متصف عطا کی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مکرم مولوی حیات صاحب میرے ہاں مقیم تھے۔ ایک دن آپ بازار جاتے ہوئے شیخ صاحب مرحوم کے دروازہ کے سامنے سے گذرے۔ شیخ صاحب مرحوم گھر میں موجود نہیں تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے مولوی صاحب کو دیکھ لیا تو آواز دیکر کہا مولوی صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ پھر بھی آپ ہمارے گھر نہیں آئے۔ مولوی صاحب مرحوم آپ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے مولوی صاحب کو چائے پیش کی اور بار بار دعا کی درخواست کی۔ مرحوم باتوں باتوں میں اپنے فرمانبردار بیٹے ڈاکٹر کرنل محمود الحسن صاحب کی بہت تعریف کرتے۔ مرحوم کو اس بات پر بڑا فخر تھا کہ ان کا بیٹا اتنا قابل مخلص، اپنے فن میں ماہر اور مخلوق خدا کی خدمت اپنے اندر رکھتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(نذر محمد نذیر۔ خانیوال)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

سو فیصد ادائیگی کرنے والے مخلصین!

جن احباب اور بہنوں نے غلبۂ اسلام کی خاطر مالی قربانی کرتے ہوئے نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں اپنے وعدوں کی صد فیصد ادائیگی کر دی ہے۔ ان کی فہرستیں وقتاً فوقتاً دعا اور ریکارڈ کی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک اور فہرست شائع کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال میں برکت دے اور ان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے مزید قربانیوں کی توفیق عطاء فرمائے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

نمبر شمار	نام معطی	رقم
	صف دوم	
۱۲۱	مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب۔ ربوہ	-/۲۰۰۰ روپے
۱۲۲	〃 مرزا محمد ارشد صاحب۔ کوئٹہ	-/۲۱۲۰ 〃
	صف سوم	
۱۷۵۵	مکرم ملک فضل حق خان صاحب دستگیر سوسائٹی کراچی	-/۵۰۰ 〃
۱۷۵۶	〃 ماسٹر ناصر دین صاحب حلقہ مارٹن روڈ 〃	-/۵۰۱ 〃
۱۷۵۷	〃 سید محمود احمد صاحب P.I.A ڈرگ کالونی 〃	-/۵۰۰ 〃
۱۷۵۸	〃 داؤد احمد صاحب قریشی دستگیر سوسائٹی 〃	-/۵۵۰ 〃
۱۷۵۹	〃 شمس الدین صاحب التمش ڈرگ روڈ 〃	-/۵۰۰ 〃
۱۷۶۰	〃 شیخ فضل حق صاحب 〃	-/۵۰۰ 〃
۱۷۶۱	〃 نصیر احمد صاحب زاہد مسعود آباد 〃	-/۵۳۰ 〃
۱۷۶۲	〃 شیخ احمد علی صاحب واہ کینٹ	-/۵۰۰ 〃
۱۷۶۳	〃 میاں جہانگیر خان صاحب حویلی ضلع ساہیوال	-/۵۰۰ 〃
۱۷۶۴	〃 مرزا محمد احسن بیگ صاحب 〃 〃	-/۵۰۰ 〃
۱۷۶۵	〃 چوہدری رشید احمد صاحب از طرف 〃 چوہدری محمد جھنڈا صاحب مرحوم کراچی	-/۵۰۰ 〃

باسکٹ بال کا نمائشی میچ

مورخہ ۶ ستمبر بروز جمعہ یوم دفاع کے موقع پر ڈان باسکٹ بال کلب کے تحت ڈان کلب اور فرقان کلب کے مابین ایک نمائشی میچ کا اہتمام کیا گیا۔ پون گھنٹہ کے اس دلچسپ میچ میں دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں نے نہایت عمدہ کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے شائقین کو محظوظ کیا۔ مہمان خصوصی جناب چوہدری محمد علی صاحب نے اس تقریب کا افتتاح کیا۔

(سیکرٹری ڈان باسکٹ بال کلب۔ ربوہ)

شہزین ❖ شہزین ❖ شہزین

مرض اٹھرا کی مؤثر ترین دوائی

حکیم نظام جان اینڈ سنز

گوجرانوالہ ❖ ٹنڈو محمد خان ❖ گول بازار ربوہ

فون نمبر ۴۳۸ - دوائی منگوانے اور معائنہ کروانے کا انتظام گول بازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ نصرت جہاں کلینک روکوپر (سیرالیون) میں سیرالیون کی خاتونِ اوّل کی تشریف آوری

احمدیہ نصرت جہاں کلینک روکوپر۔ سیرالیون۔ مغربی افریقہ کا قیام مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۷۱ء کو عمل میں آیا۔ ابتداء میں اِس کلینک نے گورنمنٹ ڈسپنسری کی عمارت میں کام کرنا شروع کیا اور اس کے انچارج مکرم ڈاکٹر ایس۔ ایم حسن صاحب مقرر ہوئے۔ انہوں نے بڑی محنت اور ملّی خدمات کے بے پناہ جذبہ سے سرشار ہو کر کام کیا۔ اِس بے لوث خدمت کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کلینک تھوڑے ہی عرصہ میں عوام اور خواص میں مقبول ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جلد ہی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اپنی عمارت تعمیر کر کے اس میں منتقل ہوں۔ اس کلینک کی مقبولیت کا اندازہ مکرم ڈاکٹر ایس۔ ایم حسن صاحب کی رپورٹ ماہ جولائی ۱۹۷۴ء سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں وہ اپنی اس رپورٹ میں لکھتے ہیں :-

"یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سیرالیون کی خاتونِ اوّل صدرِ مملکت جناب ڈاکٹر سیاقا سٹیونز (DR. SAIKA STEVENS) کی بڑی بیوی خود اور اپنے دو بچوں کے علاج کے لئے ہمارے کلینک میں تشریف لائیں حالانکہ قریب ہی سرکاری ہسپتال ہے۔ ہمارے کلینک کی کارکردگی پر اظہارِ مسرت فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ویسے تو ضلع کے سب اعلیٰ حکام ہیڈ کوارٹر کے سرکاری ہسپتال کو چھوڑ کر ۱۲ میل کا فاصلہ طے کر کے ہمارے اس کلینک سے علاج کرواتے ہیں مگر صدرِ مملکت کی بیگم کا آنا ہمارے کلینک کی مقبولیت پر دلالت کرتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

ضروری اطلاع

مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں "سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ" کوئی عہدہ نہیں ہے احباب مجلس انصار اللہ کے دفتر سے تعلق رکھنے والی خط و کتابت قائد عمومی سے فرمایا کریں۔

الفضل میں ایک دو دفعہ سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے اعلان شائع ہو گئے ہیں لیکن ایسا دفتر کے متعلقہ کارکن کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ اعلان دراصل قائد عمومی کی طرف سے تھے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

درخواستِ دعا

(۱) خاکسار کا بھانجہ عزیزم ملک عبد الرشید انجم پیچش کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہے۔ لمبے عرصہ سے علاج ہو رہا ہے۔ اب قدرے افاقہ ہے۔ احبابِ جماعت سے کامل شفایابی کیلئے درخواستِ دعا ہے۔

(۲) خاکسار کو آجکل چند کاروباری مشکلات درپیش ہیں۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر قسم کی مشکلات سے نجات بخشے۔ آمین

(عبد احمد ولد ملک محمد شفیع صاحب مرحوم۔ الفردوس لوٹ ہاؤس ٹنڈو ضلع حیدرآباد)

قومی اسمبلی اور سینیٹ نے آئین کا ترمیمی بِل منظور کر لیا

اسلام آباد۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام کو آئین کا ایک ترمیمی بِل منظور کیا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں :-

قومی اسمبلی میں پیش کئے جانے کے لئے
اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کرنے کیلئے ایک بِل

ہرگاہ یہ قرینِ مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہذا حسبِ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے :-

۱۔ **مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ** :- (۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

۲۔ **آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم** :- اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ "اشخاص" کے بعد الفاظ اور قوسین "قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)" درج کئے جائیں گے۔

۳۔ **آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم** :- آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسبِ ذیل نئی شق درج کی جائے گی :-

"(۳) جو شخص محمد صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔"

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اِس بِل کا مقصد اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

عبد الحفیظ پیرزادہ

تعلق باللہ کا عظیم الشان انعام

(بقیہ صفحہ اوّل)

زیادہ کچھ نہیں۔ اور جب وہ کوئی مستقل چیز نہیں بلکہ محض تمثّل ہے تو اس کے سراسر نور بن جانے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔ آریہ اسی لئے گمراہ ہو گئے کہ انہوں نے بندہ کو ایک مستقل چیز قرار دے لیا۔ اور پھر یہ سوال ان کے دلوں میں پیدا ہونے لگے کہ اگر انسان مادہ کے ذرّات کا مجموعہ ہے تو نور نہیں ہو سکتا اور اگر نور ہے تو ذرّات کا مجموعہ نہیں ہو سکتا۔ یہ حق سمجھو کہ ترقیات کے دروازے محدود ہیں وہ غیر محدود ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص نامکمل بینائی کی وجہ سے ٹھوکر کھا جائے مگر جوں جوں بینائی اور معرفت زیادہ ہو گی اسے معلوم ہو جائے گا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں غلط نہیں ہے۔ ناممکن کوئی چیز نہیں سب کچھ ممکن ہے جو خدا نے ممکن بنایا ہے۔"

(خطباتِ محمودؓ جلد اوّل ص ۱۵۵، ص ۱۵۶)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴